سوال

(491)بیماری متعدی ہونے کے خطرے سے شادی نہ کرنا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

میرے بھانجے کی شادی میری بھتیجی کے ساتھ ہونا طے پائی منگنی وغیرہ تین سال قبل ہو چکی ہے جبکہ نکاح 22دسمبر 2004ء کو متوقع ہے شومئی قسمت سے میرے بھانجے نے ازراہ ہمدردی کسی کو اپنا خون دینے کا ارادہ کیا جب خون چیک کرایا تو پتہ چلا کہ اسے ہیپاٹائٹس سی کا مرض ہے کچھ ڈاکٹر حضرات کی رائے ہے کہ بھانجے کی شادی اس کی بھتیجی سے نہ کی جائے کیوں کہ شادی کے بعد بیماری کے جراثیم بھتیجی میں منتقل ہوسکتے ہیں اوراس کے لیے جان لیوا ثابت ہوسکتے ہیں اس صورتحال کے پیش نظر بھتیجی کے والدین اس شادی سے خوفزدہ ہیں کہ اس نکاح سے ہماری بیٹی زیادہ متاثر ہوگی شادی نہ ہونے سے یہ بھی اندیشہ ہے کہ دو قریبی رشتہ داروں کے درمیان جدائی اور قطع تعلقی پیدا ہوجائے برائے مہربانی قرآن وسنت کی روشنی میں دونوں خاندانوں کی صحیح راہنمائی فرمائیں آپ کے جواب کا شدت سے انتظار ہے (حفیظ الرحمن اسلام آباد : خریداری نمبر 5826)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

دورجاہلیت میں توہم پرستی عام تھی یعنی بیماریوں کے متعلق ان کا عقیدہ تھا کہ وہ اللہ کے حکم سے بالا بالا ذاتی اور طبعی طور پر متعدی ہیں گویا وہ اڑ کر دوسروں کو چمٹ جاتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عقیدہ کا ابطال کرتے ہوئے فرمایا : "کہ کوئی بیماری متعدی نہیں ہوتی۔ (صحیح بخاری : 5772)

اس حدیث کا واضح مفہوم یہ ہے کہ کوئی بیماری طبع کے اعتبار سے دوسروں کو نہیں لگتی بلکہ اللہ کے حکم اوراس کی تقدیر سے دوسروں کو لگتی ہے جیسا کہ ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دورجاہلیت کے عقیدہ فاسد کی نفی کرتے ہوئے فرمایا کہ کوئی بیماری متعدی نہیں ہوتی تو ایک اعرابی کھڑا ہو کر عرض کرنے لگا کہ ہمارے اونٹ ریتلے میدان میں ہرنوں کی طرح ہوتے ہیں جب ان کے ہاں کوئی خارشی اونٹ آجاتا ہے تو سب اونٹ خارش زدہ ہوجاتے ہیں اس کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "کہ پہلے اونٹ کو کارشی کس نے بنایا تھا ؟" (صحیح بخاری : الطب 5775)

آپ کا جواب انتہائی حکمت بھرا تھا کیوں کہ اگر وہ جواب دیتے کہ پہلے اونٹ کو بھی کسی دوسرے سے خارش کی بیماری لگی تھی تو یہ سلسلہ لامتناہی ہوجاتا اور اگر یہ جواب دیتے کہ جس ہستی نے پہلے اونٹ کو خارشی بنایا اسی نے دوسرے میں خارش پیدا کردی تو یہی مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے تمام اونٹوں میں یہ فعل جاری کیا ہے کیوں کہ وہ ہرچیز پر قادر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے بھی اس جاہلانا عقیدہ کی بیخ کنی کی ہے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجذوم یعنی کوڑھی کا ہاتھ پکڑا اور اسے اپنے ساتھ کھانا کھلانے کے لیے پیالہ پر ہی بٹھالیا اور فرمایا : "کہ اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے اوراس کا نام لے کر کھاؤ۔ (ترمذی : 1817)

صدیقہ کائنات حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سیرت طیبہ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے چنانچہ ان کا ایک غلام کوڑھ کے مرض میں مبتلا تھا وہ آپ کے برتنوں میں کھاتا اور آپ

ہی کے پیالہ سے پانی پیتا اور بعض دفعہ آپ کے بستر پر لیٹ بھی جاتا تھا۔ (فتح الباری: ص197ج10)

ان احادیث وواقعات سے معلوم ہوتا ہے شریعت نے امراض کے وبائی طور پر لگ جانے کی نفی فرمائی ہے البتہ ان کے الاسباب متعدی ہونے کا اثبات فرمایا ہے یعنی اصل مؤثر حقیقی تو اللہ کی ذات گرامی ہے اور اس نے بعض ایسے اسباب پیدا کیے ہیں جن کے پیش نظر امراض متعدی ہو جاتے ہیں جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امراض کے ذاتی طور پر متعدی ہونے کی نفی فرمائی تو حدیث کے آخر میں فرمایا کہ مجذوم یعنی کوڑھی انسان سے اس طرح بھاگو جس طرح شیر سے بھاگتے ہو۔ (صحیح بخاری: الطب 5707)

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ضعیف الاعتقاد لوگوں کی رعایت کرتے ہوئے ایسا فرمایا تاکہ اللہ کی تقدیر کے سبب بیماری لگ جانے سے ان کے عقیدہ میں مزید خرابی نہ پیدا ہو کہ کہنے لگیں "ہمیں تو فلاں مریض سے بیماری لگی ہے حالانکہ بیماری لگانے والا تو اللہ ہے اس موقف کی تائید ایک روایت سے ہوتی ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امراض کے متعدی ہونے کی نفی فرمائی تو آخر میں فرمایا: "بیمار اونٹوں کو تندرست اونٹوں کے پاس مت لے جاؤ۔ (صحیح بخاری: الطب 5771)

امراض کے بالاسباب متعدی ہونے اور ضعیف الاعتقاد لوگوں کے عقائد کی حفاظت کے پیش نظر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس علاقہ میں طاعون کی وبا پھیلی ہو وہاں مت جاؤ اگر تم وہاں رہائش رکھے ہوئے ہو تو راہ فرار اختیار کرتے ہوئے وہاں سے مت نکلو۔ (صحیح بخاری: الطب 5730)

امراض کے بالاسباب متعدی ہونے میں بھی اس بات کا بطور خاص خیال رکھنا چاہیے کہ اصل مؤثر حقیقی اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات ہے نہیں ہے کہ سبب کی موجودگی میں بیماری بھی آموجود ہو کیوں کہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ سبب موجود ہوتا ہے لیکن بیماری نہیں آتی بیماری کا آنا یا نہ آنا اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقف ہے اگر وہ چاہے تو مؤثر کرکے وہاں بیماری پیدا کر دے اگر چاہے تو سبب کو غیر مؤثر کرکے وہاں بیماری پیدا نہ کرے۔ (فتح الباری: ج10ص198)

اس بات کا ہم خود بھی مشاہدہ کرتے ہیں کہ جس علاقہ میں وبائی امراض پھوٹ پڑتی ہیں وہاں تمام لوگ ہی اس کا شکار نہیں ہو جاتے بلکہ اکثر وبیشتر ان کے اثرات سے محفوظ رہتے ہیں طبی لحاظ سے اس کی تعبیروں کی جا سکتی ہے کہ جن لوگوں میں قوت مدافعت زیادہ ہوتی ہے وہ بیماری کا مقابلہ کرکے اس سے محفوظ رہتے ہیں اور جن میں یہ قوت کم ہوتی ہے وہ بیماری کا لقمہ بن جاتے ہیں اس وضاحت کے بعد ہم مذکورہ سوال کا جائزلیتے ہیں۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ مغربی تہذیب کے علمبردار (یہود ونصاریٰ) یہ نہیں چاہتے کہ مسلمان اعتقادی عملی اور اخلاقی ومالی اعتبار سے مضبوط ہوں وہ آئے دن انہیں کمزور کرنے کے لیے منصوبہ بندی کرتے رہتے ہیں ہمارے خیال کے مطابق ہیپاٹئس کے کے متعلق میڈیا پر شور غل اور چیخ وپکار بھی مسلمانوں کو اعتقادی اور مالی اور مالی لحاظ سے کمزور کرنے کا ایک مؤثر اور سوچا سمجھا منصوبہ ہے ہم دیکھتے ہیں کہ جب سے اس کے متعلق غیر فطرتی چرچہ شروع ہوا ہے گھروں میں کوئی نہ کوئی اس مرض کا شکار ہے ایک گھر میں رہتے ہوئے بھائی بہن بیٹا باپ ماں اور بیوی خاوند اس چھوت میں بتلا ہوگئے ہیں پہلے تو اس کے ٹیسٹ بہت مہنگے ہیں ہزاروں روپیہ ان کی نذر ہو جاتا ہے پھر اس کا علاج اس قدر گراں ہے کہ عام آدمی کے بس کی بات نہیں ہے جو گھر کے باشندے اس مرض سے محفوظ ہیں ہیں انہیں حفاظتی تدابیر کے چکر میں دال کر پھانس کیا جاتا ہے حفاظتی ٹیکے بہت مہنگے اور بڑی مشکل سے دستیاب ہوتے ہیں عوام کو خوفزدہ کرنے کے لیے یرقان کا نام بدل ہیپاٹائس رکھ دیا گیا ہے یہ مرض پہلے بھی موجود تھی لیکن اس کے جراثیم دیکھے نہیں جا سکتے تھے اس لیے نفسیاتی طور پر لوگوں آرام اور سکون تھا جب سے خوردبینی آلات ایجاد ہوئے ہیں ہیپاٹائس اے بی سی دریافت ہوا ہماری معلومات کے مطابق ڈی بھی دریافت ہو چکا ہے اس کے متعلق تحقیق وریسرچ جاری ہے ہمارے خیال کے مطابق مسلمانوں کے عقائد اور ان کی مالی حالت کمزور کرنے کا یہ مغربی پروپیگنڈہ ہے جس کی وجہ سے ہم توہم پرستی کا شکار ہوگئے ہیں اور علاج اس قدر منگا ہے کہ ہم قرض پکڑ کر اس کا علاج کراتے ہیں ان حالات کے پیش نظر ہمارا سائل کو مشورہ ہے

(1) اللہ پر اعتقاد اور یقین رکھتے ہوئے حس ب پروگرام شادی کر دی جائے اس پروپیگنڈے سے خوفزدہ ہو کر اسے معرض التوا میں ڈالنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

(2) اگر والدین اس پروپیگنڈے سے متاثر ہے ں تو طے شدہ تاریخ پر نکاح کر دیا جائے لیکن رخصتی کو ملتوی کر دیا جائے تا آن کہ بچے کا علاج مکمل ہو جائے اور بچی کو بھی حفاظتی ٹیکے لگا دیئے جائیں۔

(3)اگروالدین اس قدر پریشان ہیں کہ انہوں نے اس طے شدہ پروگرام کو ختم کرنے کا ارادہ کرلیا ہے تو ہمارے نزدیک یہ گناہ ہے کیوں کہ ایسا کرنا صلہ رحمی کے خلاف ہے اور مغربی اثرات سے متاثر ہونا بھی مسلمان کی شان کے خلاف ہے ۔

(4)موت کا ایک وقت مقرر ہے اس کا وقت آنے پر ہر انسان دنیا سے رخصت ہو جائے گا جدید طب کے مطابق متعدی امراض سے وہی متاثر ہوتا ہے جس کے اندر بیماری قبول کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے اگر بیماری مقدر میں ہے تو وہ آکر رہے گی اس لیے ہم کہتے ہیں کہ بچے کا علاج کرایا جائے بچی کو حفاظتی ادویات دی جائیں اور صلہ رحمی کے پیش نظر سنت نکاح بروقت ادا کردی جائے اللہ تعالیٰ ہمارے عقائد واعمال کو محفوظ رکھے اور اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرنے کی توفیق دے ۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاوی اصحاب الحدیث

جلد:1 صفحہ:490